ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر

چیئرمین شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

احسن الاقوال اور نفائس الانفاس کا تجزیاتی مطالعہ

Dr. Abdul Aziz Sahir

Chairman, Urdu Department,

Allama Iqbal Open University, Islamabad

An Analytical Study of "Ahsan ulAqwal" and "NafaisulAnfas"

Absrtact: Mulfuzat is an important genre of Sufi literature. Chishti sufis introduced this form of sufi culture and literature. The present article not even throws the light on the basic features of this genre, but also introduces the two collections of Burhan ud din's sayings. The texts of these sayings are still unpublished, therefore its urdu translations have been rendered and published. The researcher discussed and evoulated the meaningfulness of these collections of sayings in his present study.

[ا]

ملفوظات (ا) ہماری تہذیبی، عرفانی اور ادبی زندگی کی وہ صنفِ سخن ہے، جو اپنے اندر ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کے اتنے رنگ اور آہنگ سمیٹے ہوئے ہے، جس کی ادبی اور عرفانی تاریخ میں کوئی دوسری مثال ممکن نہیں۔ ابھی ان فن پاروں کو ادبی تناظر میں دیکھنے اور ان کے مطالعاتی افادات کو ادب کے تناظر میں کشید کرنے کا کام آغاز نہیں ہوا اور نہ ہی وہ خوش آثار منظر طلوع ہوا، جو اس صنف کی خوش آہنگی کے مناظر کو ایک ایسے پیش نامے میں منکشف کر دے، جس سے اس صنف کا جمالیاتی اور معنوی دائرہ: فکر و فرہنگ کو ایک نئی معنویت سے ہمکنار کرے۔ تہذیب اور ادب کے امتزاجی مطالعات میں اس صنفِ اظہار سے اخذ و استفادہ نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس صنف کی جمالیاتی معنویت کو دیگر ادبی اصنافِ ادب کے مابین موجود فکری اور معنوی جلوہ آرائی کے مظاہر سے باہم آمیخت کر کے اس کی نئی اور تازہ تعبیر اور تفہیم کی طرف توجہ دی گئی۔ لے دے کر اس صنفِ نگارش کو تاریخی تناظر میں دیکھنے، یا پھر اس کی عارفانہ تہذیب کو موضوعِ سخن بنایا گیا ہے۔ ان مطالعات میں بھی اس صنف اور اس کے بین السطور عارفانہ مناظر کی جلوہ

پیرائی کا کہیں گزر نہیں ہوا اور نہ ہی کہیں اس صنف کے ادبی رویوں کو زیرِ بحث لایا گیا اور نہ ہی اس کے اسالیبِ بیاں کی بوقلمونی کہیں مذکور ہوئی۔ اس صنفِ اظہار میں ادبی اصناف کے کتنے ہی رنگ اور آہنگ موجود ہیں، لیکن اس کی ادبی حوالے سے تحسین کا حق ادا نہیں ہوا۔ لازم ہے کہ اس صنف کی معنوی، تکنیکی اور فنی حدود کا تعین کیا جائے اور ان کی معنویت کو اُجاگر کیا جائے، تاکہ یہ فن کدۂ علم و عرفان بھی اپنی تمام تر جمالیات کے ساتھ منکشف ہو سکے۔

ملفوظات نگاری کا آغاز چشتی صوفیہ کی بابرکت اور پُر انوار خانقاہوں میں ہوا۔ اس سلسلے کا پہلا محفوظ اور معلوم مجموعہ انیس الارواح (۲) ہے جو خواجہ عثمان ہرونی (م ۶۱۷) کے ملفوظاتِ گرامی پر مشتمل ہے۔ اس خوش آثار مجموعے کے مرتب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری غریب نواز (م ۶۳۲) ہیں، جنھوں نے اپنے شیخ کی عرش مقام مجالس کی فکری اور معنوی روداد کو قلمبند کر کے ان کی گل افشانیٔ گفتار کے مناظر کو متشکل کیا۔ ان کے بعد اس صنفِ نگارش کے مختلف اور متنوع نمونے معرضِ اظہار میں آئے اور اسے اس سلسلے کی خانقاہوں میں بہت اہمیت حاصل رہی اور آج بھی ان کی خوشبوئے دلنواز سے عرفان اور معرفت کی دنیا معطر ہے۔

بیسویں صدی میں پروفیسر محمد حبیب (م ۱۹۷۱ء) نے فوائد الفواد سے ماقبل لکھے گئے ان ابتدائی ملفوظاتی مجموعوں کو موضوع، وضعی اور جعلی قرار دیا۔ پھر ان کے زیرِ اثر کئی دیگر محققین بھی اسی روش پر چل نکلے اور انھوں نے بھی اپنے مطالعات میں ایسے ہی نتائجِ تحقیق کا اظہار کیا۔ انھوں نے فوائد الفواد اور خیر المجالس کے محض دو جملوں کی روشنی میں اس تہذیبی اور علمی سرمائے پر خطِ تنسیخ کھینچ دیا اور ان جملوں کے مفاہیم کو جس تناظر میں پیش کیا گیا اور ان سے جو نتائج استخراج کیے گئے، وہ ان صوفیائے کرام کا مقصود نہ تھا۔ اس ضمن میں علامہ اخلاق حسین دہلوی اور صباح الدین عبدالرحمٰن علیگ (م ۱۹۸۷) نے ان پر اصولی بحث کر کے ان کی معنویت کو اُجاگر کیا اور جو نتائجِ تحقیق مرتب کیے، ان کی بصیرت افروز تعبیر کی، وہ ان دونوں بزرگوں کی ملفوظات فہمی پر گواہ ہے (۳)۔ پروفیسر محمد حبیب اور ان کے معاصر محققین نے زیادہ تر انگریزی زبان میں لکھا۔ ان کی ایسی تحریروں سے صوفی ازم کے مغربی علما نے اکتسابِ فیض کیا اور ان کے فرمودات کی روشنی میں وہ بھی ان مجموعہ ہائے ملفوظات کو جعلی اور وضعی سمجھنے لگے، حالانکہ یہ مجموعہ ہائے ملفوظات معاصر خانقاہی ادب میں متعارف رہے اور ان کے حوالے مختلف کتابوں میں مذکور ہوئے، لیکن جدید اسالیب کے حامل ان محققین نے ان ملفوظات پر سرسری نگاہ ڈالی اور ان کے بارے میں 'سنسنی خیز' آرا کا اظہار فرمایا۔ ان مطالعات کی وجہ سے کئی طرح کی فروگذاشتیں در آئیں اور ان مطالعات کی تحقیقی جہت متاثر ہوئی۔ اس مسئلے پر ایک تفصیلی مطالعے اور تجزیے کی ضرورت ہے۔ ان شاء اللہ راقم آئندہ ملفوظات کے اس پہلو پر ایک مقالہ پیش کرے گا، جس میں پروفیسر محمد حبیب اور ان کے مقلدین کے فکری تسامحات کو زیرِ بحث لایا جائے گا۔

ذیل میں خواجہ برہان الدین غریب (م ۷۳۸ھ) کے دو مجموعہ ہائے ملفوظات کا تعارفی اور تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ مجموعے کبھی عام نہیں رہے اور اس سلسلے کے بزرگوں کے احوال اور سوانح کی ترقیم میں کبھی ماخذ اور حوالے کے طور پر استعمال نہیں ہوئے، وگرنہ ان مجموعوں میں سلسلے کے ابتدائی بزرگوں کے حوالے سے خاصا قابلِ قدر مواد اور مستند لوازمہ موجود

ہے۔خواجہ برہان الدین غریب چشتی گھرانے کے فردِ فرید تھے۔وہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر(م۶۷۰) کے خلیفۂ اول مولانا جمال الدین ہانسوی کے سگے بھانجے تھے۔ وہ ۱۲۵۶ءکو ہانسی میں متولد ہوئے۔ابتدائی تعلیم ہانسی ہی میں حاصل کی اور بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے لیے دہلی چلے گئے۔ دہلی ان دنوں علم و ادب کا گہوارہ تھا۔تاتاری حملوں کی وجہ سے تمام مسلم دنیا سے علوم و فنون کے ماہرین اس شہر میں اکٹھے ہوگئے تھے۔حضرت نظام الدین اولیاء(م۷۲۵ھ) کی بدولت یہ شہر روحانی حوالے سے بھی بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔خواجہ برہان الدین غریب تعلیم سے فارغ ہوکر خواجہ نظام الدین کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔۳۷ سال کی عمر میں دولتِ بیعت سے سرافراز ہوئے۔ان کے بڑے بھائی خواجہ منتخب الدین بھی خواجہ نظام الدین اولیاء کے دامن گرفتہ تھے اور مجاز بھی۔انھیں اپنے شیخ کی طرف سے دکن میں متعین کیا گیا تھا۔وہ برسوں دکن کے علاقے میں سلسلے کی ترویج اور اشاعت کے لیے سرگرمِ کار رہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے شیخ کی زندگی ہی میں واصل بحق ہوگئے۔ان کی جگہ خواجہ برہان الدین غریب کو بھجوایا گیا۔ان کے ساتھ علما اور صوفیہ کی پوری ایک جماعت بھی شاملِ سفر رہی۔ فوائد الفود کے ایک بیان کے مطابق :اس جماعت میں شامل افراد کی تعداد سات سو تھی۔خواجہ برہان الدین غریب اپنے شیخ کی وفات کے بعد تیرہ سال زندہ رہے۔انھوں نے دکن کے علاقے میں اشاعتِ اسلام کے لیے بے پناہ کام کیا۔۱۳۳۷ءکو وفات پائی اور خلد آباد میں مدفون ہوئے۔ روضۃ الاولیاء کے مصنف میر غلام علی آزاد حسینی چشتی بلگرامی نے لکھا ہے کہ شیخ نے مجرد زندگی گزاری۔کوئی بھی دنیوی چیز ان کی ملکیت میں نہ تھی۔پچیس سال تک انھوں نے صبح کے وضو سے عشاء کی نماز ادا کی۔تیس سال صومِ داؤدی کے عامل رہے۔سماع میں بہت غلو فرماتے تھے۔رقص میں ایک علیحدہ طرز کے موجد تھے، جسے طرزِ برہانی کہا جاتا ہے۔(۴)

نفائس الانفاس و لطائفِ الفاظ :

نفائس الانفاس خواجہ برہان الدین غریب کے ملفوظاتِ عالیہ کا مجموعہ ہے۔اس مجموعے کے مرتب اور جامع کا اسمِ گرامی خواجہ رکن الدین کاشانی ہے۔وہ خواجہ غریب کے دامن گرفتہ اور حلقہ بگوش تھے۔انھیں اپنے تین بھائیوں (خواجہ حماد الدین کاشانی،خواجہ برہان الدین کاشانی اور خواجہ مجد الدین کاشانی) کی طرح اس بارگاہِ عرش مقام کی غلامی کا شرف حاصل تھا۔وہ شاعر بھی تھے اور دبیر تخلص کرتے تھے۔انھوں نے اپنے شیخ کے حضور ایک قصیدہ بھی پیش کیا تھا، جو بیس اشعار پر مشتمل ہے(رک:مجلس ۴۶)۔وہ شمائل الاتقیاء کے مؤلف بھی تھے۔شیخ کی ایک مجلس میں انھوں نے اس کتاب کا دیباچہ سنایا تھا(رک:مجلس ۴۷)، جسے شیخ نے بہت پسند فرمایا۔کتاب اور صاحبِ کتاب کی تحسین کی اور ان کے لیے دُعا بھی کی۔

پروفیسر محمد اسلم نے اس مجموعے کے مرتب کا نام عماد الدین کاشانی لکھا ہے،لیکن یہ درست نہیں۔ندوۃ العلماء کا مخزونہ نسخہ ان کے زیرِ مطالعہ رہا اور انھوں نے اس کے مطالعاتی افادات کی ترقیم بھی کی،لیکن حیرت ہے کہ وہ اس کے مرتب تک رسائی نہیں پا سکے،جبکہ ان کا نامِ نامی اس نسخے کے دوسرے صفحے پر موجود ہے۔عماد الدین کاشانی ان کے والدِ محترم کا نام تھا۔ پروفیسر اسلم کے مقالے میں مرتب کے نام کی تغلیط کے علاوہ بھی اور کئی طرح کے تسامحات درآئے ہیں۔لازم ہے کہ اس تعارفیے میں اِن کی طرف بھی اشارہ کیا جائے،تاکہ قارئین ان سے آگاہ ہوسکیں۔

پروفیسر صاحب نے نفائس الانفاس اور احسن الاقوال کو ایک ہی مرتب کی تصانیف بتایا، بلکہ دائرۃ المعارف میں برہان الدین غریب پر لکھے گئے مولوی محمد شفیع کے مقالے پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا کہ:

''ماخذ کی فہرست سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نفائس الفائس اور احسن الاقوال فاضل مقالہ نگار کی دسترس سے دور رہیں، اس لیے انھوں نے انھیں دو مختلف مصنفین کی تصانیف بتایا ہے۔ حالانکہ نفائس الفائس میں عماد کاشانی نے شمائل الاتقیا اور احسن الاقوال قلمبند کرنے کا اعتراف کیا ہے۔''(۵)

احسن الاقوال کے مرتب رکن الدین دبیر نہیں، بلکہ ان کے بھائی حماد الدین کاشانی ہیں۔ نفائس النفائس میں انھوں نے شمائل الاتقیاء کی تصنیف وتالیف کا ذکرِ خیر کیا، لیکن احسن الاقوال کا کہیں مذکور نہیں۔ خود اسلم صاحب کو سہو ہوا اور انھوں نے متذکرہ بالا دونو کتابوں تک مولوی محمد شفیع کی نارسائی کا فیصلہ سنا دیا۔

اس طرح اپنے مقالے میں پروفیسر صاحب نے اقتباسات تو نفائس الانفاس سے نقل کیے، لیکن حوالے احسن الاقوال کے دیئے۔ (دیکھیے ملفوظاتی ادب کی تاریخی اہمیت :ص ۱۸۰ تا ۱۸۳) ان تین صفحات پر آمدہ سارے حوالے غلط ہیں۔

پروفیسر اسلم صاحب نے لکھا:

''۳۷ سال کی عمر میں انھوں [برہان الدین غریب] نے حضرت نظام الدین اولیاؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور اپنے مرشد کے وصال تک ان سے جدا نہ ہوئے۔''(۶)

حالانکہ شیخ نے انھیں اپنی مبارک زندگی ہی میں (۷۲۲ھ کو) دکن روانہ کر دیا تھا۔ مرشد کے وصال (۷۲۵ھ) کے وقت وہ دیوگیر میں تھے۔

اسی طرح انھوں نے لکھا ہے کہ:

''سب سے پہلی مجلس بروز یکشنبہ ماہِ رمضان ۷۳۴ھ کو منعقد ہوئی۔ آخری ملفوظ بروزِ جمعہ چار ماہِ صفر ۷۳۴ کو قلمبند ہوا۔''(۷)

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نفائس الانفاس کا آغاز رمضان ۷۳۲ھ کو ہوا اور اس مجموعے کی آخری مجلس ۴۔ صفر ۷۳۸ھ کو انعقاد پذیر ہوئی۔ ساڑھے پانچ سال کے دورانیے میں مرتبِ ملفوظات کو اڑتالیس (۴۸) مجالس میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ انھوں نے فوائد الفواد کے اتباع اور تقلید میں دن، مہینے اور سال کی ترقیم کے ساتھ مجالس کی روداد قلمبند کی۔ انھوں نے اپنے شیخ کو مختلف کیفیات میں دیکھا؛ ان کی خوش آثار مجالس سے کسبِ فیض کیا اور ان کی زبانِ دُرر بار سے جو کچھ سنا، اسے اپنے معجز رقم قلم کی بدولت آئندہ زمانوں کے لیے محفوظ کیا۔ اس مجموعے کے خطی نسخے کبھی زیادہ عام نہیں رہے۔ ندوۃ العلماءؒ لکھنؤ کے کتب خانے میں اس کا ایک کرم خوردہ نسخہ محفوظ ہے۔ ایک نسخہ حضرت برہان الدین غریب کی بارگاہِ عرش مقام کے گدی نشین کے پاس موجود ہے۔ ان دو نسخوں کے علاوہ کوئی تیسرا نسخہ دنیا کے کسی کتب خانے میں محفوظ نہیں، اور اگر ہے تو راقم اپنی کوششِ بسیار کے باوجود اس کی موجودگی سے بے خبر ہے۔ اس مجموعۂ ملفوظات کا جو نسخہ بارگاہِ غریب میں محفوظ

ہے،اس کا عکس پروفیسر کارل ارنسٹ کے پاس بھی موجود ہے۔انھوں نے اس کی انگریزی میں فہرست بھی مرتب کی اور نسخے کے کئی مقامات پر مختصر حاشیہ آرائی بھی کی۔ نفائس الانفاس کے متذکرہ بالا دونوں نسخوں کے عکس راقم کے پیشِ نظر ہیں۔

شبیب انور علوی کاکوروی نے اس مجموعے کا اردو ترجمہ کیا۔یہ ترجمہ ۲۰۱۲ء میں اشاعت آشنا ہوا۔۱۵۵ صفحات پر مشتمل یہ ترجمہ متن کے بہت قریب،نہایت سہل اور رواں دواں ہے۔اس میں تازگی اور شادابی کا رنگ رس اپنی بہار دکھا رہا ہے۔ترجمہ نگار کو دونوں زبانوں پر مہارت اور دسترس حاصل ہے،جس کا اظہار ترجمے کی ایک ایک سطر سے نمایاں ہے۔انھوں نے ۱۲ صفحات پر مبنی ایک عمدہ مقدمہ بھی سپردِ قلم کیا ہے جو اس مجموعۂ ملفوظات،صاحبِ ملفوظات اور ملفوظات نگار کے حوالے سے اہم اور نادر معلومات کا خزینہ ہے۔

احسن الاقوال :

احسن الاقوال خواجہ برہان الدین غریب (م ۷۳۸ھ) کے ملفوظات کا ایک بیش بہا مجموعہ ہے۔اس کے مرتب اور جامع حماد کاشانی تھے۔وہ خواجہ برہان الدین غریب کے حلقہ بگوش تھے۔انھوں نے اپنے شیخ کی خوش آثار مجالس سے،جو جواہر ریزے چنے،انھیں نہایت سلیقے سے ایک سلک میں پرو دیا۔یہ مجموعۂ اقوال ملفوظات کے عام اسلوبِ نگارش اور طرزِ اظہار سے قدرے مختلف انداز میں قلمبند ہوا۔اس مجموعے میں کہیں بھی سنہ و سال کا گزر نہیں ہوا۔البتہ موضوعاتی اعتبار سے خواجہ برہان الدین غریب کے اقوالِ گرامی ایک خاص ترتیب سے مزین اور مرتب ہوئے۔احسن الاقوال انتیس ابواب پر مشتمل ہے۔ہر باب میں شیخ کے فرمودات کسی نہ کسی خاص موضوع کے حوالے سے نقل ہوئے ہیں۔ہر موضوع دوسرے سے مختلف بھی ہے اور منفرد بھی۔موضوعاتی حوالے سے مرتب ہونے والے مجموعہ ہائے ملفوظات میں یہ مجموعہ ممتاز اور نمایاں ہے۔ A Note on Ahsan ul Aqwal کے عنوان سے خلیق احمد نظامی نے بھی ایک مقالہ لکھا اور محمد شمیم عالم نے A Comparative Study of Khair ul Majalis and Ahsan ul Aqwal کے موضوع پر جواہر لعل نہرو یونیورسٹی،دہلی سے پی ایچ۔ڈی کیا۔ملفوظاتی ادبی سرمائے میں یہ مجموعۂ ملفوظات بہت اہمیت کا حامل ہے۔ابھی اس مجموعے کے فکری مندرجات کی تحسین ہونا باقی ہے۔اس مجموعے میں اس عہد کے علمی اور فکری رویوں کے ساتھ ساتھ سیاسی اور سماجی رویے بھی اپنی جھلک دکھاتے ہیں۔سلسلۂ چشتیہ کے بزرگوں کے علاوہ دیگر سلاسل کے بزرگوں کے حوالے سے بھی مستند سوانحی کوائف موجود ہیں۔اگر کوئی مؤرخ ان مجموعہ ہائے ملفوظات کے تناظر میں عہدِ سلاطین کی تاریخ مرتب کرے تو یقیناً وہ نئے اور مختلف نتائج سے بہرہ ور ہوگا۔

مولانا آزاد لائبریری،مسلم یونیورسٹی،علی گڑھ میں اس کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔یہ نسخہ ۷۹ اوراق پر مشتمل ہے۔اس مجموعے کا ایک نسخہ پروفیسر محمد حبیب کے پاس بھی تھا۔نثار احمد فاروقی نے احسن الاقوال کے ایک قلمی نسخے کا تعارف جرنل آف سکھ اسٹڈیز، امرتسر میں کرایا تھا،وہ ان دونوں نسخوں کے علاوہ کوئی تیسرا نسخہ تھا۔اب موخر الذکر دونوں نسخے کہاں ہیں؟ کچھ معلوم نہیں۔البتہ ایک نسخہ بارگاہِ برہان الدین غریب کے لنگر میں بھی موجود ہے۔اس مجموعے کی ترتیب و تہذیب

۷۳۸ھ کو عمل میں آئی۔ اس مجموعے کا ایک اردو ترجمہ مولوی عبدالمجید وکیل اورنگ آبادی نے کیا تھا، جو مطبعِ جہانگیر بمبئی سے ۱۳۴۲ھ چھپا تھا۔ دوسرا ترجمہ ڈاکٹر بیگ فرحین بانو خلد آبادی نے کیا، جو ۱۴۳۴ھ/۲۰۱۳ء میں گنج بخش پبلشرز خلد آباد کے اہتمام سے اشاعت پذیر ہوا۔

متذکرہ بالا ان ملفوظاتی مجموعوں کے علاوہ مجدالدین کاشانی نے بھی خواجہ برہان الدین غریب کے احوال اور ملفوظات کے دو مجموعے مرتب کیے: غریب الکرامات اور بقیۃ الغرائب۔ میر غلام علی آزاد حسینی چشتی بلگرامی کے بقول:

> ''ہر چہار بنظرِ فقیر رسیدہ و این ہر سہ برادرباجمیع اہلِ بیتِ خود مرید و معتقدِ شیخ اند و عمرِ خود در جمعِ اقوال و احوالِ شیخ صرف کردہ اند و غیر از رسائلِ مذکورہ توالیفِ دیگر نیز د رین باب دارند۔'' (۸)

کاشانی برادران کے چار مجموعہ ہائے ملفوظات کے علاوہ خواجہ برہان الدین غریب کے ملفوظاتِ گرامی پر مشتمل ایک مجموعہ اخبار الاخیار کے نام سے ہوا بھی مرتب تھا۔ مرتب اس مجموعے کے حمید قلندر تھے۔ اس میں بیس مجالس کا احوال لکھا گیا تھا، لیکن اب یہ مجموعہ گم ہو چکا ہے۔ دکن سے آنے کے بعد حمید قلندر نے یہ ملفوظاتِ گرامی خواجہ نصیر الدین چراغ (م ۷۵۶ھ) کی خدمت میں پیش کیے تھے۔ خواجہ نے اس مجموعے کی ورق گردانی کی؛ مختلف مقامات سے پڑھا اور جامعِ ملفوظات کی ان الفاظ میں تحسین فرمائی: ''درویش تم نے خوب لکھا ہے''۔ (۹)

پروفیسر محمد اسلم کے بقول:

> ''عبداللہ خویشگی نے معارج الولایت میں لکھا ہے کہ نفائس الانفاس حضرت برہان الدین غریب کے ملفوظات کا وہی مجموعہ ہے، جو حمید قلندر نے مرتب کیا تھا۔ یہاں عبداللہ خویشگی کو سہو ہوا ہے۔ نفائس الانفاس کے مرتب عماد کاشانی [؟] تھے''۔ (۱۰)

اس ضمن میں ایک سہو پروفیسر صاحب کو بھی لاحق ہوا، کیونکہ نفائس الانفاس کے مرتب عماد کاشانی نہ تھے، بلکہ یہ مجموعہ عماد کاشانی کے صاحبزادے رکن الدین دبیر کا مرتبہ ہے، جیسا کہ اس سے قبل ذکر ہوا ہے۔

حواشی

۱۔ ملفوظات کے معنی و مفہوم اور اس صنفِ اظہار کے فنی اور فکری دائرۂ کار کے لیے دیکھیے راقم کا مقالہ: ملفوظات نگاری: چند فکری اور فنی مباحث: بازیافت مجلّہ شعبۂ اردو، پنجاب یونیورسٹی، لاہور: شمارہ ۲۲ : جنوری۔ جون ۲۰۱۳ء: ص ۴۹۔۵۶ اور سلسلۂ چشتیہ میں اس صنفِ نگارش کی روایت کے لیے ملاحظہ ہو راقم کا مقالہ بعنوان سلسلۂ چشتیہ کے ملفوظاتی ادب کا تعارفی اور توضیحی مطالعہ: تصفیہ، کاکوری، لکھنو: جنوری تا دسمبر ۲۰۱۵ء: ج ۲: ش ۱

و۲::ص۱۵۹۔۲۱۴

۲۔ انیس الارواح اصلاً فارسی میں ہے۔اس کا متن کئی بار اشاعت پذیر ہوا۔اردو اور انگریزی میں اس کے تراجم بھی ہوئے۔اس مجموعے کے کئی خطی نسخے بھی دنیا کے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔تفصیل ملاحظہ ہو:

مطبوعہ متن:

۱۔ انیس الارواح:۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء،لکھنو:۳۶ص (یہ ایڈیشن میک گل یونیورسٹی کے کتب خانے میں ہے۔)

۲۔ انیس الارواح:مطبع منشی نولکشور،لکھنو:۱۸۹۰ء:۴۰ص

۳۔ انیس الارواح:مطبع مجتبائی،دہلی:۱۳۱۲ھ/۹۵۔۱۸۹۴ء:۳۶ص

۴۔ انیس الارواح:مطبع حافظ محمود حسن،لکھنئو:۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء:۴۰ص (یہ ایڈیشن ٹورنٹو یونیورسٹی کے کتب خانے میں ہے۔)

تراجم:

اردو تراجم:

۱۔ انیس الارواح: تاجرانِ کتبِ قومی،لاہور(منشی نولکشور پریس،لاہور):س ن:۵۶ص(ترجمہ مشتمل بر۵۲صفحات اور۴ صفحات پر کتابوں کے اشتہارات)سلسلۂ تصوف نمبر۳۴،قیمت چار آنے (یہ ایڈیشن ریختہ کی ویب پر محفوظ ہے۔)

۲۔ انیس الارواح:۴۵ص (بقیہ کوائف اس ترجمے پر تحریر نہیں ہیں۔)

۳۔ روح الارواح:محمد عبدالصمد کلیم (مترجم):مطبع رضوی،دہلی:۱۳۰۶ھ:۲۸ص

۴۔ رفیق الارواح:حکیم محمد افضل (مترجم):مطبع مجتبائی،دہلی:۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء:۴۸ص(یہ ایڈیشن ٹورنٹو یونیورسٹی کے کتب خانے میں ہے۔)

۵۔ انیس الارواح: قاضی پبلی کیشنز،لاہور

۶۔ رفیق الارواح:مولوی حکیم محمد افضل بن محمد عبداللہ صدیقی لکھنوی (مترجم):مطبع مجتبائی،دہلی: بارِاول ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ: ص۵۶ (نظرِ ثانی:مولوی اعجاز احمد)

۷۔ جواہر الاصلاح:محمد توفیق خاں چشتی نظامی نیازی مسکینی (مترجم):علوی اکیڈمی،ٹونک راجستھان:۱۹۹۸ء:۶۴ص

۸۔ انیس الارواح:محمد غلام سرور قادری (مترجم): قادریہ کتب خانہ،ملتان:۱۳۹۱ھ:۵۴ص

۹۔ انیس الارواح:اکبر بک سیلرز،لاہور:۲۰۰۵ء:۴۸ص

۱۰۔ انیس الارواح: مکتبہ اسلامک بکس، نومبر ۲۰۱۰ء: ۱۰۰ص

ہندی ترجمہ:

۱۔ انیس الارواح: رشید بک ڈپو، ۷۶ص (دیوناگری رسم الخط میں)

انگریزی ترجمہ:

Campanions of the Souls:Ishaque Bin Ismail Chishty:Adam Publishers,New Delhi:118p

خطی نسخے:

۱۔ انیس الارواح: مخزونہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ: نستعلیق: ۱۔۱۸اوراق: تخمیناً ۱۹ء: (مرأۃ العلوم۔۔جلد دوم :مولوی عبدالمقتدر (مرتب): خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ: ۲۰۰۹ء: ص۲۲)

۲۔ انیس الارواح: مخزونہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ: نستعلیق: شیخ میاں نصیرالدین (کاتب): ۱۶اوراق/۲۱ سطور: ۱۱۰۰ھ (مرأۃ العلوم۔۔جلد سوم: سید اطہر شیر (مرتب): خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ :۲۰۰۷ء: ص۲۷۳)

۳۔ انیس الارواح: مخزونہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ: نستعلیق: سید ارشاد حسین چوری چکوی (کاتب): ۱۶ اوراق / ۲۰ سطور: ۱۲۹۳ھ (مرأۃ العلوم۔۔ جلد چہارم: ڈاکٹر محمد عتیق الرحمٰن (مرتب): خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ: ۲۰۰۹ء: ص۵۵)

۴۔ انیس الارواح: مخزونہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ: نستعلیق: ۲۹اوراق/۱۳ سطور: ۱۳ویں صدی ھ (مرأۃ العلوم۔۔جلد چہارم: ڈاکٹر محمد عتیق الرحمٰن (مرتب): خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ: ۲۰۰۹ء: ص۵۵)

۵۔ انیس الارواح: مخزونہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ: نستعلیق: ۱۵اوراق/۱۹ سطور: ۱۲۶۸ھ (مرأۃ العلوم۔۔جلد پنجم: ڈاکٹر محمد عتیق الرحمٰن (مرتب): خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ: ۲۰۱۰ء: ص۴۳)

۶۔ انیس الارواح: مخزونہ پنجاب پبلک لائبریری، لاہور: نستعلیق: شیخ محمد طاہر ولد شیخ المشائخ عبدالقدوس: ۲۴۔رجب ۱۰۱۴ھ (فہرستِ مشترک نسخہ ہای خطی پاکستان۔ جلد سوم: احمد منزوی: مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان: ۱۹۸۴ء: ص۱۲۹۵)

۷۔ انیس الارواح: مخزونہ پنجاب پبلک لائبریری، لاہور: نستعلیق شکستہ: محمد رشید (کاتب): ۱۱۴۷ھ در شہر بخارا: ۲۶ برگ/۱۵ سطور (فہرستِ مشترک نسخہ ہای خطی پاکستان۔ جلد سوم: احمد منزوی: مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و

پاکستان:۱۹۸۴ء:ص۱۲۹۶)

۸۔ انیس الارواح: مخزونہ کتب خانۂ خلافت انجمن ربوہ، سرگودھا: نستعلیق خوش: ۱۰۴۰ھ در پاک پتن: ۸۹ص (فہرستِ مشترک نسخہ ہای خطی پاکستان۔جلدسوم: احمد منزوی: مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان:۱۹۸۴ء:ص۱۲۹۵)

۹۔ انیس الارواح: مخزونہ کتب خانۂ گنج بخش، اسلام آباد: نستعلیق پختہ: ۳۔شوال ۱۰۸۳ھ (فہرستِ مشترک نسخہ ہای خطی پاکستان۔جلدسوم: احمد منزوی: مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان:۱۹۸۴ء:ص۱۲۹۵)

۱۰۔ انیس الارواح: مخزونہ کتب خانۂ گنج بخش، اسلام آباد: نستعلیق پختہ: ایزدبخش (کاتب): ۱۱۶۹ھ (فہرستِ مشترک نسخہ ہای خطی پاکستان۔جلدسوم: احمد منزوی: مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان:۱۹۸۴ء:ص۱۲۹۶)

۱۱۔ انیس الارواح: مملوکہ غلام فرید، چشتیاں: نستعلیق خوش: غلام فرید فریدی (کاتب): ۲۲۔رجب ۱۲۱۵ھ: ۸۱ص (فہرستِ مشترک نسخہ ہای خطی پاکستان۔جلدسوم: احمد منزوی: مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان:۱۹۸۴ء:ص ۱۲۹۶)

۱۲۔ انیس الارواح: مخزونہ کتب خانۂ سعدیہ، کندیاں: نستعلیق خوش: علی احمد (کاتب): ۱۲۹۳ھ: ۸۶ص (فہرستِ مشترک نسخہ ہای خطی پاکستان۔جلدسوم: احمد منزوی: مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان:۱۹۸۴ء:ص۱۲۹۶)

۱۳۔ انیس الارواح: مخزونہ ذخیرۂ شیرانی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور: (فہرستِ مشترک نسخہ ہای خطی پاکستان۔جلدسوم: احمد منزوی: مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان:۱۹۸۴ء:ص ۱۲۹۶/فہرست مخطوطاتِ شیرانی۔جلد دوم: ڈاکٹر محمد بشیر حسین: ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاہِ پنجاب، لاہور: بارِاول جون ۱۹۶۹ء:ص۲۰۳)

۱۴۔ انیس الارواح: مخزونہ سردار جھنڈیر، وہاڑی: نستعلیق شکستہ آمیز: ۱۳۱۱ھ: ۷۰ص (فہرستِ مشترک نسخہ ہای خطی پاکستان۔جلدسوم: احمد منزوی: مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان:۱۹۸۴ء:ص۱۲۹۶)

۱۵۔ انیس الارواح: مخزونہ کتب خانہ سواس، لندن یونیورسٹی، لندن: مخطوطہ نمبر۱۸۹۷

۱۶۔ انیس الارواح: مخزونہ سینٹ پینکراس برٹش لائبریری، لندن: مخطوطہ نمبر او آر ۶۶۹۳: ایف ایف اوی۔۔۔۱۹آر

۱۷۔ انیس الارواح: مخزونہ کتب خانہ درگاہِ عالیہ چشتیہ احمد آباد، گجرات: ۱۱۶۰ھ: نستعلیق: برگ ۴۳/۱۳سطور[شمارۂ کتاب: ۱۳۰/شمارۂ میکروفیلم: ۱۰۸]

۱۸۔ انیس الارواح: مخزونہ کتب خانہ درگاہِ پیر محمد شاہ احمد آباد، گجرات: نستعلیق شکستہ: ۳۰ برگ/۱۵ سطور [شمارۂ کتاب: ۲۹۰/شمارۂ میکروفیلم: ۸۶/۱۰]

۱۹۔ انیس الارواح: مخزونہ کتب خانہ درگاہِ پیر محمد شاہ احمد آباد، گجرات: نستعلیق: ۱۰۸۰ھ سیزدہم جلوس اورنگ زیب:: ۱۵ برگ/۲۵سطور[شمارۂ کتاب: ۱۹۹/شمارۂ میکروفیلم: ۶۶/۲]

۲۰۔ انیس الارواح: مخزونہ ذخیرۂ مولانا آزاد، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ: نستعلیق: ۲۱برگ/۱۵سطور[شمارۂ کتاب :

۱۲۰۵: کتابخانہ مولانا آزاد، دانشگاہِ اسلامی، علی گڑھ۔ جلد اول رشمارۂ میکروفیلم :۲؍۲۸۵]

۲۱۔ انیس الارواح: مخزونہ ذخیرۂ مولانا آزاد، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ: نستعلیق: ۲۳ برگ ر۱۵ سطور [شمارۂ کتاب: ۱۶۵۹: کتابخانہ مولانا آزاد، دانشگاہِ اسلامی، علی گڑھ۔ جلد اول رشمارۂ میکروفیلم :۶؍۴۱۳]

۲۲۔ انیس الارواح: مخزونہ کتاب خانۂ رضا۔ رامپور: ۱۸ ورق [فہرستِ نسخہ ہای خطی فارسی کتاب خانۂ رضا۔ رامپور (جلد اول): کتاب خانۂ رضا۔ رامپور: فروردین ۱۳۷۵ رصفر ۱۴۱۷ھ رجون ۱۹۹۶ھ: ص ۲۸۷]

۲۴۔ (۳) ان دونوں بزرگوں کے مطالعاتی افادات کے لیے دیکھیے: سید صباح الدین عبدالرحمٰن کے تحقیقی مقالات (مطبوعہ در معارف، اعظم گڑھ) اور علامہ اخلاق حسین دہلوی کی کتاب آئینۂ ملفوظات: کتب خانہ انجمن ترقیِ اردو، دہلی: بارِ اول ۱۴۰۳ھ ر۱۹۸۳ء

۲۵۔ (۴) روضۃ الاولیاء: مطبع اعجازِ صفدری: س ن: ص ۲ و ۳

۲۶۔ ملفوظاتی ادب کی تاریخی اہمیت: ادارہ تحقیقاتِ پاکستان دانشگاہِ پنجاب لاہور: مارچ ۱۹۹۵ء: ص ۱۸۰

۲۷۔ ملفوظاتی ادب کی تاریخی اہمیت: ص ۱۷۸

۲۸۔ ملفوظاتی ادب کی تاریخی اہمیت: ص ۱۸۱ اور ص ۱۸۸

۲۹۔ روضۃ الاولیاء: ص ۵

۳۰۔ خیر المجالس: حمید قلندر رمولوی احمد علی: پرویز بک ڈپو، دہلی [ناز پبلشنگ ہاؤس، دہلی]: س ن: ص ۵

۳۱۔ ملفوظاتی ادب کی تاریخی اہمیت: ص ۱۳۸